© rasailojaraid.com

بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

نظرات

اسلام کا سب سے بڑا طغرائے امتیاز یہ ہے کہ اس کی زبان اور دل میں ہم آہنگی اور اتفاق ہوتا ہے اس کا ظاہر اور باطن ایک دوسرے سے مختلف نہیں ہوتا وہ جب جمہوریت کا نام لیتا ہے تو اس سے مراد حقیقۃً جمہوریت ہی ہوتی ہے۔ یہ نہیں ہوتا کہ خودغرضانہ سفاکی اور بیرحمی کی تلوار کو جمہوریت کی آب و تاب دیکر دنیا کو درد و کرب کے زہریلے سمندر میں غرق کر دینا چاہتا ہو۔ اسلام جب مساوات، اُخوّت عامہ اور عالمگیر مواخات کی دعوت دیتا ہے تو اُس سے اس کی حقیقی غرض یہی ہوتی ہے کہ رنگ اور نسل کے امتیازات کو یکقلم فراموش کردو۔ دولت اور غربت کی تفریقات کو یکسر مٹادو۔ اور وطن و ملک کی عصبیت کو ہمیشہ کے لئے خاکِ نسیاں میں دفن کردو۔ تمام انسانوں کو خواہ وہ کالے ہوں یا گورے دولتمند ہوں یا غریب، افریقی ہوں یا چینی بلا تردد کے اپنا بھائی سمجھو اور سچ مچ ان کے ساتھ بھائیوں کا سا معاملہ کرو۔ اسلام جب کسی سے جنگ کا اعلان کرتا ہے تو کھلے الفاظ اور غیر مبہم طریقہ پر فریقِ محارب کو اپنا دشمن قرار دیتا ہے اور شمشیر عریاں بکف میدانِ جنگ میں اپنی تلوار کا جوہر دکھانے لگتا ہے۔ لیکن جب اس کی طرف کوئی صلح کا ہاتھ دراز کرتا ہے تو وہ طاقت و قوت کے گھمنڈ میں اپنی مسلسل فتحیابیوں اور کامرانیوں کے غرور میں اسے رد نہیں کر دیتا۔ بلکہ "وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا" کے حکم ربانی کے مطابق وہ خود اپنا دست صلح بھی بڑھا دیتا ہے۔

پھر اگر وہ کسی قوم کو اپنے دامان تحفظ میں پناہ دیتا ہے۔ اور اُس قوم کی حفاظتِ جان و مال کی ذمہ داری قبول کرتا ہے۔ (جس کی وجہ سے اس جماعت کو ذمی کہا جاتا ہے) تو اختلافِ مذہب کے باوجود کھلے دل سے اس کا اقرار کرتا ہے کہ آج سے اس جماعت (ذمیوں) کے ایک ایک فرد کا خون ایسا ہی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

محترم اور مامون ہوگا جیسا کسی ایک معزز مسلمان کا۔ اور ان لوگوں میں سے ہر شخص کی عزت و آبرو اور مال و منافع کی حفاظت ٹھیک اسی احتیاط اور نگرانی کے ساتھ کی جائے گی جس احتیاط سے ایک مسلمان کی عزت و مال کی حفاظت کی جاتی ہے۔ اور صرف اتنا ہی نہیں بلکہ شہری حقوق بھی ان کو مسلمانوں کی برابر ملینگے

غرض یہ ہے کہ اسلام میں دل اور زبان کے اختلاف و عدم توافق سے بڑھکر جس کو اس کی خاص اصطلاح میں نفاق کہا جاتا ہے۔ کوئی اور معصیت نہیں ہے۔ قرآن مجید کو اول سے آخر تک پڑھ جائیے منافقین کی جس قدر سخت مذمت کی گئی ہے کسی اور کی نہیں کی گئی۔ چنانچہ قرآن مجید ایک جگہ صاف اعلان کرتا ہے

یا ایہا الذین آمنوا لم تقولون ما لا تفعلون۔ کبر مقتاً عند اللہ ان تقولوا ما لا تفعلون۔ — اے ایمان والو! تم منہ سے ایسی بات کیوں کہتے ہو جسے کرتے نہیں۔ اللہ کو یہ بات بہت ہی مبغوض ہے کہ تم وہ کہو جو نہ کرو۔

اس بنا پر ایک حقیقی اور سچے مسلمان کا یہ طغرائے امتیاز رہا ہے کہ قسم قسم کے گناہوں میں مبتلا ہونے کے باوجود اس کا دامنِ اخلاق نفاق کی نجاست سے آلودہ نہیں ہوتا وہ زبان سے جب کسی کو بھائی کہتا ہے تو سچ مچ اس کے ساتھ بھائیوں کا سا ہی سلوک کرتا ہے۔ وہ جب انسانی مساوات اور اخوت عامہ کا نام لیتا ہے تو ان لفظوں سے ان کے حقیقی معنی ہی مراد ہوتے ہیں۔ آج کل کی سی ڈپلومیٹک چالیں، شاطرانہ اور عیارانہ سیاسی داؤ پیچ اور نفاق آمیز طریق معاملت و گفتگو ایک مسلمان کے نزدیک انتہائی بری اور قابل صد ہزار لعن چیزیں ہیں۔ کوئی اسلامی حکومت تو کیا ایک ادنیٰ درجہ کا مسلمان بھی ان کا تصور نہیں کر سکتا۔

اسلامی کیرکٹر کی یہی نمایاں خصوصیت تھی جس کے باعث مسلمانوں نے جن ملکوں کو فتح کیا ان کے ساتھ اجنبی ملکوں کا سا معاملہ نہیں کیا۔ بلکہ انھیں خود اپنا ملک سمجھا۔ اور ان ملکوں میں بسنے والی قوموں کے ساتھ برادرانہ اور مساویانہ برتاؤ برتا۔ معاشرت میں اور شہری تعلقات میں حاکم اور محکوم، فاتح اور مفتوح کے امتیاز کو قطعاً ملحوظ نہیں رکھا گیا۔ مسلمانوں کے اس مساویانہ سلوک کا ہی نتیجہ تھا کہ وہ جس قوم کو فتح کرتے تھے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

صرف ان کے جسموں کو نہیں بلکہ ان کے دلوں کو بھی فتح کر لیتے تھے۔ مفتوح قوم کا ایک ایک بچہ ان کی سلامتی اور ان کے ملک وسلطنت کی حفاظت وبقا کی دل سے دعائیں کرتا تھا۔ اور کوئی وقت آ پڑتا تھا تو اس مفتوح قوم کا ایک ایک بہادر مسلمانوں کی حمایت ومدافعت میں کٹ مرنے کو اپنی زندگی کا سب سے اہم فرض تصور کرتا تھا۔ ایک دو نہیں تاریخ میں اس کی سینکڑوں نظیریں اور مثالیں موجود ہیں۔ ایران، مصر، عراق اور اندلس کو چھوڑیئے صرف اپنے ہندوستان کو ہی دیکھ لیجئے۔ کوئی ہے جو آج ہندوستان میں مسلمانوں کو پردیسی یا اجنبی قوم کہہ سکے؟

کون نہیں جانتا مسلمان ہندوستان میں آئے اور تاجر یا سوداگر بن کے نہیں بلکہ اپنی فوجِ عظیم وگراں کے ساتھ انھوں نے اس ملک کو فتح کیا۔ مگر اس طرح کہ خود اس ملک میں آباد ہو گئے۔ ملک کے اقتصادی وسائل وذرائع کو ترقی دیکر انھیں اسی ملک کی خوشحالی اور رفاہیت پر خرچ کیا۔ ملک کی صنعت وحرفت کو بڑھایا زراعت کو ترقی دی۔ تہذیب وتمدن کا معیار اونچا کیا۔ علوم وفنون کے دروازے کھولکر ہندوستان کے قدیم روایتی ذہن وفکر کو چمکایا۔ ملک کے قدیم باشندوں کو مسلمانوں کے برابر عہدے اور منصب دیئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ فاتح اور مفتوح دونوں شیر وشکر ہو کر رہنے لگے۔ ایک دوسرے کی تقریبات خوشی وغم میں دل سے شریک ہوتے تھے۔ کسی ایک کا حادثۂ الم دوسرے کو بے چین کر جاتا تھا۔ ایک کی خوشی دوسرے کی خوشی ہوتی تھی۔ انتہا یہ ہے کہ دونوں کے اختلاط وارتباط سے ہی ایک نئی زبان پیدا ہوئی جسے اردو کہتے ہیں۔ ہندو فارسی میں کمال پیدا کرتے تھے اور مسلمان بھاشا اور سنسکرت میں دادِ سخن دیتے تھے۔ ایک ہی محلہ میں دونوں پاس پاس رہتے تھے، اب نہ فاتح میں جذبۂ رعونت وانانیت تھا۔ اور نہ مفتوح میں کمتری اور ہیچمیرزی کا احساس اس بنا پر شہری زندگی پُرامن تھی۔ ملک میں جابجا رفاہیت کا چرچا تھا، راعی کو رعایا پر اور رعایا کو راعی پر اعتماد تھا۔"

برہان کے صفحات میں پہلے لکھا جا چکا ہے کہ آج عالمگیر جنگ کی شکل میں دنیا پر جو عذابِ الیم مسلط ہے اور جس کے دوزخ میں دنیا کی چھوٹی بڑی سب ہی قومیں جل بھن کر خاک سیاہ ہو رہی ہیں۔ (باقی صفحہ ۲۳۸ پر ملاحظہ ہو)

© rasailojaraid.com